حلب کی دم توڑتی سانسیں

”برق وباراں“

ڈاکٹر عمر فاروق احرار☆

حلب کلسٹر بموں کی آوازوں، گولیوں کی تڑتڑاہٹوں اورزخمیوں کی کراہوں سے گونج رہا ہے۔ سسکیوں اور آہوں کی یہ صدائیں جولائی 2011 سے بلند ہورہی ہیں، مگراب خاک وخون کا یہ منظر اپنے انجام کی سمت کو بڑھ رہا ہے۔ شام کا یہ سب سے بڑا شہر اور اقتصادی دارالحکومت آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ بحیرۂ قلزم کے کنارے پر واقع، سرسبز اور صحت افزا، ملک کی 75 فیصد آبادی کا یہ شہر اپنے مکینوں کی بربادی پر نوحہ کناں ہے۔ شام کا سب سے قدیم اور دنیا کا خوبصورت ترین یہ بدقسمت علاقہ اب کھنڈرات میں بدل چکا ہے۔ کبھی یہاں کے چائے خانوں میں لوگ شیشہ پیا کرتے تھے اوراب اپنے ہی خون کے آنسو پیتے ہیں۔ حلب میں مشرق وسطیٰ کا قدیم ترین بازار مدینۃ السوق، جہاں پتھر سے بنی گلیاں عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتی تھیں۔ اب پتھر کے دور کے مناظر پیش کررہی ہیں۔ نورالدین زنگی نے صدیوں برس پیشتر اسی شہر میں جنم لیا تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا مسکن اور صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کا ہیڈکوارٹر یہی حلب تھا۔ 95 ھجری میں بنیاد رکھی جانے والی مسجد ”جامع اُموی“ کبھی حلب کی خوبصورتی کی علامت تھی۔ اب بربادیوں کا نشان اور ویرانیوں کا مرکز ہے۔

جب سے حلب کا بیشتر علاقہ بشارالاسد کی فوج کے زیر تسلط آیا ہے۔ 6 ہزار شہری جن میں 2700 بچے بھی شامل ہیں، شہر چھوڑ چکے ہیں۔ تاہم حکومت کے مخالفین کے زیر قبضہ شہر کے مشرقی علاقے میں اب بھی ہزاروں شہری پھنسے ہوئے ہیں جو گھر مسمار ہوجانے کے باعث سردی میں ٹھٹھر رہے ہیں اور فاقوں سے مر رہے ہیں۔ حلب اب اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون کے بقول: ”جہنم کا مترادف بن چکا ہے۔“ بشارالاسد کی انتقامی جبلت اور عالمی طاقتوں کی سلگائی ہوئی آگ نے حلب کو جھلسا کر رکھ دیا ہے۔ ایل ٹی وی چینل سے جاری ویڈیو فوٹیج میں ایک بچی آیا کو دکھایا گیا ہے جو کہ حلب کے آخری ہسپتال کے سٹریچر پر بیٹھی ہے۔ اس کا چہرہ مٹی اور خشک خون سے اَٹا ہوا ہے۔ ہسپتال کے کمرے میں اس بچی کے ارگرد زخمیوں کی آہوں اور خوف زدہ شہریوں کا شور بپا ہے، مگر وہ روتی نہیں۔ اُس کے آنسو ہی خشک ہو چکے ہیں۔ وہ اتنے دکھ اور غم بھرے منظر دیکھ چکی ہے کہ اب شدتِ غم سے رونا بھی ممکن نہیں رہا۔ یہ کرب اور اَلم کی انتہا ہے، انتہا! کہ اپنے دکھوں پر انسان بولنا تو درکنار، رو بھی نہ سکے۔ بے بسی اور بے کسی اسی کا نام ہے۔

حلب میں بشارالاسد کی فتح کے جھنڈے گڑنے والے ہیں۔ شہر میں خون اور بارود کی بُو پھیلی ہوئی ہے۔ عمارات ملبے کا ڈھیر ہیں۔ لوگ شہر چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ہزاروں موت کی وادی میں اتار دیے گئے، جو باقی ہیں۔ موت وحیات کے درمیان ہیں۔ جیتوں میں ہیں، نہ مرتوں میں۔ شامی حکومت خوش ہے کہ حلب میں اس کی حکمرانی کے پھریرے لہرانے

☆ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرارِ اسلام پاکستان

والے ہیں۔ ایران کے پاسدارانِ انقلاب اور حزب اللہ کے گوریلے جشن منا رہے ہیں کہ فتح مند ہوئے۔ بات حلب پر قبضہ ہو جانے پر ختم ہو جاتی تو سُکھ کا سانس لیا جا سکتا تھا، مگر اب اگلے عزائم اور ارادے بھی ظاہر ہونے لگے ہیں۔ العربیہ ڈاٹ نیٹ کے مطابق: ''پاسدارانِ انقلاب کے ڈپٹی چیف جنرل حسین سلامی نے سرکاری خبر رساں ایجنسی ''ارنا'' سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ حلب کی فتح بحرین اور یمن کی آزادی کا نقطہ آغاز ہے۔ سقوطِ حلب کے بعد ایران کا توسیع پسندانہ پروگرام اگلے مرحلے میں یمن، موصل اور بحرین میں داخل ہوگا۔ ایرانی جنرل نے اشتعال انگیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ بحرینی قوم بھی جلد ہی مخصوص ٹولے کے تسلط سے آزاد ہوگی۔ یمن کے عوام بھی آزادی کا جشن منائیں گے اور موصل کے مکین بھی آزادی اور فتح کا پرچم لہرائیں گے۔ ان سب کے ساتھ اللہ نے آزادی کا وعدہ کر رکھا ہے۔'' خیال رہے کہ بحرین اور دوسرے خلیجی ملکوں کے خلاف ایران کے معاندانہ لب و لہجے میں اس وقت سے مزید سختی اور شدت آئی ہے، جب حال ہی میں برطانوی وزیر اعظم تھریسا مے نے بحرین اور دوسرے خلیجی ملکوں کا دورہ کیا تھا۔ اپنے دورے کے دوران انھوں نے خلیجی ریاستوں میں ایرانی مداخلت کی کھل کر مذمت کی تھی۔ جس پر ایران سخت سیخ پا ہے۔

پاسداران انقلاب کے ڈپٹی چیف کا مذکورہ بالا بیان محض بیان نہیں ہے، بلکہ مستقبل قریب کا منظر نامہ ہے۔ یہی وہ منصوبے ہیں کہ جن کے تحت بیرونی قوتیں مشرق وسطیٰ میں ہر قیمت پر اپنا اقتدار و تسلط قائم کرنا چاہتی ہیں۔ ترکی میں روسی سفیر آندرے کارلوف کا حالیہ قتل اسی پروگرام پر عمل درآمد کی ایک کڑی ہے۔ واضح رہے کہ ترکی میں روسی سفیر پر حملہ ایسے وقت میں ہوا ہے کہ جب ترکی اور روس حلب سے شہریوں کے انخلا کے لیے مل کر کام کر رہے ہیں۔ انقرہ کے میئر نے کہا ہے کہ یہ حملہ ترک روس تعلقات خراب کرنے کی کوشش ہے۔ ایک سینئر ترک سکیورٹی اہلکار نے کہا ہے کہ اس بات کے واضح اشارے ہیں کہ حملہ آور کا تعلق فتح اللہ گولن کے نیٹ ورک سے تھا۔ دوسری جانب گولن نے بھی حملے کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ ہم حملے میں ملوث نہیں ہیں۔ اس سارے قضیے میں ایک بات بالکل واضح ہے کہ یمن اور شام کے بعد اب ترکی ہی اگلا ہدف بنے گا۔ جس کے لیے خونی میدان سجایا جانے والا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عالم اسلام کی پانچ درجن سے زائد ریاستوں کے حکمران کیا اب بھی ہوش کے ناخن نہیں لیں گے! دشمن سب کو الگ الگ کر کے ختم کرنے کے پروگرام پر عمل پیرا ہے، مگر مسلمان حکمران صرف اپنی حکومت بچانے کے لیے دوسروں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ یہی حلب تھا، جہاں صلاح الدین ایوبی نے صلیبی جنگوں کے نقشے ترتیب دیے تھے، مگر آج غیرت آسماں کی طرف تکتی ہے اور پوچھتی ہے کہ کیا اب کسی بھی مسلم حکمراں میں رتی بھر حمیت بھی باقی نہیں رہی؟ قبلہ اوّل یہود کے پنجۂ استبداد میں ہے اور حکمرانوں کی تعیّشات ہیں کہ ختم ہونے میں نہیں آتیں۔ جب تک مسلمان اتفاق و اتحاد کا دامن نہیں تھامتے، بیرونی قوتیں اُن کی تکّہ بوٹی کرتی رہیں گی اور حزب اللہ اور داعش جیسی تکفیری جماعتیں مسلمانوں کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کرتی رہیں گی۔ آج حلب کی سانسیں دم توڑ رہی ہیں تو کل کسی دیگر مسلم ریاست کے بخیے اُدھیڑے جا سکتے ہیں۔ کاش کہ مسلمان حکمران امت مسلمہ کی زبوں حالی اور عالمی درندوں کی مسلم کش پالیسیوں کا بروقت اِدراک کریں اور عالم اسلام کے مظلوموں کی بے جان ہوتے جسموں، ٹوٹتی سانسوں اور خاموش ہوتی ہوئی صداؤں کو زندگی کی حرارتوں سے ہمکنار کریں۔